Tauseeq, Volume. 4, Issue. 2
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v4i2.57

Received: 20-09-2023
Accepted: 13-11-2023
Published: 31-12-2023

ناول "ترنگ" کا موضوعاتی مطالعہ

A Thematic Study of the novel "Tarang"

ڈاکٹر عابد سلیم *
ڈاکٹر محمد ریاض عابد **

Abstract:

Abul Fazal Siddiqui's novel "Tarang" was published in 1989. Due to its unique theme and style, "Tarang" is a significant addition to the Urdu novel history. The effects caused by the use of narcotics with all of its minute details on human life are a part the story. It's an essential novel for depicting the pure rural society. The economic reflection of the rural society is another theme of the novel, "Tarang". The central idea of the novel is that how a middle-class family is financially devastated by getting addicted to drugs. One of the motifs of the novel is about the economy of the human beings. The social relations presented in "Tarang" are also of enormous significance. This novel revolves around rural society and the social life of Sikhs of the united Punjab which reflects the social and economic life of India by telling the story of Chauhangarh's Thakur Shivraj Singh and his only son Thakur Harpal Singh.

Key Words: Abul Fazal Siddiqui, Novel, Fiction, Narcotics, Society, Middle Class Families, Drug addiction, Economy, Social Relations, Social Life

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج پتوکی
** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

صاحب طرز افسانہ نگار اور ناول نگار ابو الفضل صدیقی ۴ ستمبر ۱۹۰۸ء کو عارف پور نوادہ، بدایوں، اتر پردیش میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ابو الحسن صدیقی علی گڑھ سے فارغ التحصیل تھے۔ وہ اپنے زمانے کے معروف وکیل اور ادیب تھے جن کا شمار اپنے علاقے کے ایک معزز زمینداروں میں ہوتا تھا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ابو الفضل صدیقی کو سینٹ جارجز کالج مسوری میں داخلہ مل گیا جہاں سے آپ نے

سینئر کیمبرج کیا۔ ابو الفضل صدیقی کی ادبی زندگی کا آغاز ۱۹۳۲ء میں ایک طنزیہ مضمون لکھنے سے ہوا جو ہفت روزہ "ریاست" دہلی میں شائع ہوا تھا۔ ان کا پہلا افسانوی مجموعہ ۱۹۴۵ء میں شائع ہوا۔ قیام پاکستان کے کچھ عرصہ بعد تک آپ ہندوستان میں مقیم رہے۔ ۱۹۵۴ء میں پاکستان آگئے اور کراچی میں جیکب لائنز کے دو کمروں کے کوارٹر میں رہائش پذیر ہوئے۔ ایک بڑے زمیندار کے لیے اس چھوٹے سے کوارٹر میں رہنا کسی سانحہ سے کم نہ تھا مگر آپ نے ان حالات کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا اور اپنا ادبی سفر جاری رکھا۔ آپ کے افسانوی مجموعوں میں "اہرام"، "جوالا مکھی" ، "انصاف"، "آئینہ" اور "دن ڈھلے" اہمیت کے حامل ہیں جبکہ ناولوں میں "ترنگ"، "سرور" اور "تعزیر" اہم ہیں۔ اس کے علاوہ ایک ناولٹ "گل زمین" بھی لکھا۔ جارج آرویل کے ناول "1984" کا ترجمہ بھی کیا اور "عہد ساز لوگ" کے نام سے خاکے بھی لکھے۔ آپ کو ناول "ترنگ" پر ۱۹۸۹ء میں نیشنل بک کونسل ایوارڈ سے نوازا گیا۔ اس سے قبل ۱۹۸۳ء میں آپ کو ناولٹ "گل زمین" پر نقوش صدارتی ایوارڈ بھی دیا گیا تھا۔ اُردو کے اس باکمال ادیب کا انتقال ۱۶ ستمبر ۱۹۸۷ء کو کراچی میں ہوا۔ آپ کو کراچی کے پاپوش نگر قبرستان میں دفن کیا گیا۔

ابو الفضل صدیقی کا ناول "ترنگ" ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا۔ اپنے منفرد موضوع اور اسلوب کی وجہ سے "ترنگ" اردو ناول کی تاریخ میں ایک اہم اضافہ ہے۔ منشیات کے استعمال سے انسانی زندگی اور سماج پر مرتسم ہونے والے اثرات اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ اس ناول میں کہانی کا حصہ بنے ہیں۔ خالص دیہی سماج کی عکاسی کے حوالے سے بھی یہ ناول اہمیت کا حامل ہے۔ دیہی معاشرت کی معیشت بالواسطہ طور پر "ترنگ" کا ایک اہم موضوع ہے۔ منشیات کی لت میں پڑ کر ایک متمول گھرانہ کس طرح معاشی لحاظ سے تباہ ہو کر خط غربت سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اس ناول کا مرکزی خیال ہے۔ "ترنگ" کے مختلف پہلوؤں میں سے ایک اہم پہلو انسان کی معاش سے بھی جڑا ہوا ہے۔ اس حوالے سے طارق اقبال گاہندری ناول کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔

"ترنگ" کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ وہ نچلے طبقے کی معیشی ضرورت کا وسیلہ بن جاتا ہے اور وہ چند پیسوں کی خاطر نہ صرف معاشرے میں ان نشوں کو عام کرنے اور پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ وہ سوسائٹی کے اندر اپنا ایک وسیع تر حلقہ بنالیتے ہیں۔" (۱)

ناول کی کہانی چوہان گڑھ کے ٹھاکر شیوراج سنگھ کے اکلوتے بیٹے ٹھاکر ہرپال سنگھ کی زندگی پر مشتمل ہے۔ ضمنی کرداروں کے ذریعے کہانی کے واقعات ایک تسلسل سے آگے بڑھتے ہیں۔ مرکزی کرداروں میں ہرپال سنگھ، اس کا باپ شیوراج سنگھ، ہرپال کی ماں، بیوی اور کم سن بیٹا شامل ہیں۔ ان کے علاوہ چتر سنگھ، منشی گل قندی لعل، شمبوناتھ اور دھرم داس بنیا ایسے کردار ہیں جو ٹھاکروں کے اس خاندان کے معاشی قتل عام میں برابر کے شریک ہیں۔ وشنو سنگھ ہرپال کا سچا دوست ہے جو ہر مشکل میں اس کے ساتھ کھڑا نظر آتا ہے۔ وہ دوست بھی ہے اور ناصح بھی مگر ہرپال پر کوئی نصیحت اثر نہیں کرتی۔

ناول کے آغاز میں ہمارا تعارف ٹھاکر شیوراج سنگھ کے ذریعے اس کے اکلوتے بیٹے ٹھاکر ہرپال سنگھ سے ہوتا ہے۔ ہرپال سنگھ میں وہ تمام خصوصیات موجود ہیں جو کسی بھی داستانوی ہیرو یا شہزادے میں ہوسکتی ہیں۔ اس کی بیوی بھی شہزادیوں سے کم نہیں مگر جب اس کا سامنا زندگی کی ٹھوس حقیقتوں سے ہوتا ہے تو وہ ایک مضبوط کردار کی عورت بن کر حقیقی زندگی کی تصویر پیش کرتی ہے۔ ہرپال سنگھ کو نشے کی لت اس کے گھڑ سواری کے استاد شہامت خان سے لگتی ہے۔ افیم سے شروع ہونے والا یہ نشہ بعد میں چرس، بھنگ، کوکین اور شراب تک کے مراحل طے کرتا ہوا ہرپال سنگھ کو ایک ایسا نشئی بنا دیتا ہے جس کے لیے زندگی کی سب سے اہم قدر نشہ ہے۔ ناول کے ان مقامات پر جہاں ہرپال سنگھ ایک پختہ نشئی کے روپ میں سامنے آتا ہے ابوالفضل صدیقی کے مشاہدے اور اسلوب کی داد دینا پڑتی ہے۔ انہوں نے جس فنکاری سے نشے میں مبتلا انسانوں کی تصویر کشی کی ہے وہ اردو ناول کی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔ نشے جیسی لعنت میں گرفتار ہو کر انسان کی معاشی زندگی کس طرح تباہ ہوجاتی ہے اور معاشی عدم استحکام ایسے افراد کی سماجی زندگی پر کس قدر بُرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ "ترنگ" میں اس کی بہت جان دار مثالیں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ دیہات میں کسانوں کی معاشی زندگی کس قدر غیر آسودہ ہے اور بنیا، مہاجن اور ساہوکار کس کس انداز میں غریب کسانوں کو مقروض کر کے ان کا خون چوس رہے ہیں۔ ان سب حالات کی حقیقت پسندانہ تصویر "ترنگ" میں دیکھی جاسکتی ہے۔ کسانوں کی اقتصادی حالت کا تجزیہ کرتے ہوئے ابوالفضل صدیقی لکھتے ہیں۔

"کسان کی ہستی ہی کیا ہوتی ہے، ایک فصل بگڑ جائے تو ایک نسل نہیں پنپتی اور اگر دو تین فصلیں ناکامیاب ہو جائیں تو پھر ہمیشہ کے لیے اقتصادی حالت فنا ہو کر رہ جاتی ہے اور انہیں فصلوں کے بننے سنبھلنے سے گھر گھر کنبہ کنبہ کی غریبی اور خوش حالی کی روایات بنتی ہیں۔" (۲)

معاشی پس ماندگی کے سماجی اثرات کے حوالے سے "ترنگ" میں غربت سر فہرست ہے۔ کسانوں کی مالی حالت بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں مگر ٹھاکر شیوراج سنگھ کے خان دان سے قاری کی ہمدردی فطری ہے۔ یہ ایک معزز اور مال دار گھرانہ تھا مگر بیٹے کو نشے کی لت نے ایسا تباہ کیا کہ رفتہ رفتہ تمام زمین اور املاک جاتی رہی اور نوبت فاقوں تک آ گئی۔ ناول کے آخری حصے میں ٹھاکر شیوراج سنگھ کو کھیت مزدوروں کے ساتھ مٹھی بھر اناج کے عوض کام کرتے دیکھ کر اس کے شان دار ماضی کی تصویر بھی آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ شیوراج سنگھ بڑھاپے کی وجہ سے جوان مزدوروں جتنا کام کرنے سے قاصر ہے جس کی وجہ سے اسے بے عزت کر کے کھیتوں سے نکال دیا جاتا ہے مگر اگلے دن شیوراج سنگھ پھر کام کرنے کھیتوں میں جا پہنچتا ہے۔ اس موقع پر غربت کی بڑی جان دار تصویر کشی کی گئی ہے۔

"شیوراج سنگھ بیچارے کب جایا کرتے تھے وہ تو پیٹ جایا کرتا تھا اور پیٹ تو غیرت، حمیت، شرم حیا سب کچھ گھر کے اندر طاق پر رکھ کر جایا کرتا ہے۔ بس خالی پیٹ ہی پیٹ نہ دل نہ دماغ اور اچھے برے، وقیع و ذلیل کام کا معیار نہ دل سے بنتا ہے نہ دماغ سے صرف آنتوں کی تحریک سے۔" (۳)

معاشی پس ماندگی کا لازمی نتیجہ غربت اور بھوک ہے۔ "ترنگ" میں ان دونوں کے حوالے سے ابوالفضل صدیقی نے ایسے جملے تحریر کیے ہیں جو ضرب المثل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ غربت کی تصویر کشی پر مشتمل بیانیہ صدیقی صاحب کے جان دار اسلوب کی وجہ سے آفاقی سچائی کے درجے تک پہنچ گیا ہے۔ صرف دو مثالیں ملاحظہ کریں۔

"مالی پریشانی اور روزی کا سوال وہ خلش ہے جو بوڑھے باپ کو اکلوتے بیٹے کے جنازہ پر اطمینان کے ساتھ دو آنسو نہیں گرانے دیتی۔" (۴)

"بھوک جتنی تیز ہوتی ہے بصارت اتنی ہی تیز ہو جاتی ہے۔" (۵)

غربت اور مفلسی کی یہ تصویر اس وقت مکمل ہو کر سامنے آتی ہے جب ٹھاکر شیوراج سنگھ کے پاس اتنی رقم بھی نہیں ہوتی کہ وہ بیٹے کے مقدمے کے لیے وکیل کی فیس بھر سکے۔ بالآخر مفلسی قانون کے تحت خود کو مفلس اور تہی دست پیش کر کے سرکار کو درخواست دیتا ہے اور سرکاری خرچے پر وکیل مقدمہ لڑتا ہے مگر بیٹے کو آب کاری ایکٹ کے تحت عمر قید کی سزا ہو جاتی ہے۔ سزا کا سن کر ہرپال سنگھ کی

ماں تو عدالت میں ہی دم توڑ دیتی ہے۔ کچھ عرصہ بعد ہرپال سنگھ بھی مر جاتا ہے اور بیٹے کی موت کی خبر سن کر ٹھاکر شیوراج سنگھ بھی راہی ملک عدم ہوتا ہے۔

مرنے سے پہلے ٹھاکر اپنی آبائی حویلی کو فروخت کرنے کا سودا کوڑی مل بنیے سے کر چکا ہوتا ہے اس لیے اس کی بہو اور پوتے کو وہ حویلی بھی خالی کرنا پڑتی ہے۔ ایک طوفانی بارش میں بیٹے کو بچاتی ہوئی ٹھاکر شیوراج سنگھ کی بہو پانی میں ڈوب کر پرلوک سدھار جاتی ہے اور ہرپال کے بیٹے من موہن سنگھ کو اس کے دوست کی وشنو سنگھ کی بیوی سینے سے لگالیتی ہے۔ اس طرح ایک ہنستا بستا گھر منشیات کی وجہ سے تباہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

رشوت اور جہالت کا چلن بھی ایسے معاشرے میں عام ہوتا ہے جہاں معیشت کمزور ہوں۔ "ترنگ" میں ایسے بہت سے مناظر موجود ہیں جہاں ہرپال سنگھ نشے میں دھُت کوئی جرم کرنے کے بعد بھاری رشوت دے کر پولیس سے جان بخشی کرواتا ہے۔ رشوت خور پولیس والوں اور شرابیوں کی نفسیاتی عکاسی "ترنگ" میں بہت جان دار ہے۔

> "مشہور بات ہے کہ مردہ کے کفن اور اہل کار کی رشوت کے لیے آسمان سے رقم اترا کرتی ہے یا زمین پھٹ کر اپنے خزانوں کے منہ کھول دیا کرتی ہے۔" (۶)

> "جس طرح شرابی شراب پی کر جھوٹ نہیں بولتا اسی طرح جواری اور راشی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ معاملات کرتے ہوئے نہایت متدین اور ایمان دار رہا کرتے ہیں۔" (۷)

اس سماج میں جہالت کی حالت یہ ہے کہ پہلے وید جی اور پھر سادھو کے ہاتھوں پورے کا پورا گاؤں بیوقوف بنتا ہے۔ سادھو جی تو ایسا ڈھونگ رچاتے ہیں کہ کھاتے پیتے گھرانوں کی عورتوں کے زیور ڈبل کرنے کے بہانے لے اڑتے ہیں اور جاتے جاتے نشہ پلا کر ہرپال سنگھ اور چتر سنگھ کی بیویوں کو بھی اغوا کر لیتے ہیں۔ مذہب کی آڑ میں یہ سادھو جی ایسا کھلواڑ کرتے ہیں کہ چوہان گڑھ کے روپ میں پورا ہندوستانی سماج نظر آتا ہے۔ "ترنگ" کا اصل موضوع منشیات کے برے اثرات دکھا کر معاشرے کو اس لعنت سے بچانا ہے۔ اس طرح یہ ناول مقصدی اور اصلاحی نوعیت کا ہے مگر ضمنی سطح پر سماج اور معیشت بھی اس کے اہم موضوعات ہیں۔ "ترنگ" کے حوالے سے ڈاکٹر ممتاز احمد خان کی یہ رائے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

> "ترنگ" کا اگر انگریزی، فرانسیسی، جرمن اور ہسپانوی زبان میں ترجمہ ہو جائے تو بین الاقوامی طور پر ایک ادبی دستاویز تسلیم کی جائے۔" (۸)

متحدہ پنجاب کی دیہی معاشرت اور سکھوں کی سماجی زندگی سے جڑا یہ ناول چوہان گڑھ کے ٹھاکر شیوراج سنگھ اور اس کے اکلوتے بیٹے ٹھاکر ہرپال سنگھ کے ذریعے ہندوستان کی سماجی اور معاشی زندگی کی عکاسی کے حوالے سے اردو ناول نگاری کی تاریخ میں ہمیشہ یادر کھا جائے گا۔"ترنگ" کے سماجی سروکار بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ متحدہ پنجاب کی دیہی معاشرت اور سکھوں کی سماجی زندگی سے جڑا یہ ناول چوہان گڑھ کے ٹھاکر شیوراج سنگھ اور اس کے اکلوتے بیٹے ٹھاکر ہرپال سنگھ کے ذریعے ہندوستان کی سماجی اور معاشی زندگی کی عکاسی کے حوالے سے اردو ناول نگاری کی تاریخ میں ہمیشہ یادر کھا جائے گا۔ ابوالفضل صدیقی کے دیگر ناولوں میں "تعزیر" اور "سرور" شامل ہیں۔ یہ دونوں ناول بھی معاشرتی برائیوں سے متعلق ہیں جن میں روزمرہ زندگی کے مسائل بیان ہوئے ہیں۔ اُردو ادب میں ابوالفضل صدیقی اپنے منفرد اسلوب کی بنا پر ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

حوالہ جات

(۱) ابوالفضل صدیقی، "ترنگ" (کراچی: نفیس اکیڈمی، ۱۹۸۹ء)ص۵

(۲) ایضاً، ص۲۰۱

(۳) ایضاً، ص۴۱۲

(۴) ایضاً، ص۴۱۶

(۵) ایضاً، ص۴۱۷

(۶) ایضاً، ص۱۶۸

(۷) ایضاً، ص۱۷۱

(۸) ڈاکٹر ممتاز احمد خان، " آزادی کے بعد اردو ناول (ہیئت، اسالیب اور رجحانات)"(کراچی انجمن ترقی اُردو پاکستان، ۲۰۰۸ء)ص۴۱۰

References

1. Abul Fazal Siddiqui, “Tarang”, Nafees Acadamy Karachi, ء1989, pg 5
2. Ibid, Pg 201
3. Ibid, Pg 412

4. Ibid, Pg 416
5. Ibid, Pg 417
6. Ibid, Pg 168
7. Ibid, Pg171
8. Dr. Mumtaz Ahmad Khan, " Azadi ke baad Urdu Novel (haiyat, asaaleeb, Rujhaanat)", Anjuman Taraqi Urdu Pakistan Karachi, ء2008, Pg 410